

جنوری ۲۰۲۲ء

جلد نمبر ۲۰۹ - عدد ۱

# معارف

مجلس دارا لمصنفین کاما ہوار علمی رسالہ

دارا لمصنفین شبیلی اکیڈمی اعظم گڑھ

DARUL MUSANNEFIN SHIBLI ACADEMY, AZAMGARH

ISSN 0974-7346

دارالمحنتین شبلی اکیڈمی کا علمی و دینی ماہنامہ

## معارف

عدد ۱

ماہ جمادی الاول ۱۴۴۳ھ مطابق ماہ جنوری ۲۰۲۲ء

جلد نمبر ۲۰۹

فهرست مضامین		شذرات	مجالس ادارت
۲	محمد عمیر الصدیق ندوی	شذرات	مولانا سید محمد راجح ندوی
۵	بشارت علی صدیق اشرفی	مقالات	لکھنؤ
۳۰	ڈاکٹر محمد عرفان احمد	ہند میں سلسلہ شطاریہ کے بانی	پروفیسر شریف حسین
۳۱	ڈاکٹر وارث مظہری	عباسی عہد میں غیر مسلمین.....	قاسمی دہلی
۵۳	ڈاکٹر ظفر الاسلام خاں	اسلام میں اختلاف کی حیثیت.....	پروفیسر اشتیاق احمد ظلی
۶۱	کلیم صفات اصلاحی	اقليٰ حقوق: اسلام، مغرب....	علیگڑھ
۶۵	ع۔ ص	خبرہ کتب	مرتبہ
۶۷	ع۔ ص	علمائے فرنگی حمل	ڈاکٹر ظفر الاسلام خاں
۶۸	ع۔ ص	خطوط مشاہیر.....	محمد عمیر الصدیق ندوی
۶۹	ظ۔ ا۔ خ	نقوش زندگی	ڈاکٹر راهی فدائی
۷۰	ظ۔ ا۔ خ	اجالوں میں سفر	محمد طارق غازی
۷۱	ڈاکٹر راهی فدائی	محلہ اردو اسٹڈیز	دارالمحنتین شبلی اکیڈمی
۷۲	محمد طارق غازی	ادبیات	پوسٹ بکس نمبر: ۱۱۹
۷۳	ڈاکٹر شفقت اعظمی	ما تم گریزاں	شبلی روڈ، اعظم گڑھ (یوپی)
۷۶	ڈاکٹر ظفر الاسلام اصلاحی	غزل	پن کوڈ: ۲۷۶۰۰۱
۷۷	ڈاکٹر ظفر الاسلام اصلاحی	معارف کی ڈاک	
۷۹		نومبر کامعارف	
۸۰		نومبر کامعارف	
		دسمبر کامعارف	
		رسید موصولہ کتب	
		مضمون نگاروں کے لیے اعلان	

# عباسی عہد میں غیر مسلمین

## ایک تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر محمد عرفان احمد

اسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامک اسٹنٹز، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدر آباد

[irfan@manuu.edu.in](mailto:irfan@manuu.edu.in)

اسلام امن و آشنا کا دین ہے، اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن مجید اور پیغمبر خدا حضرت محمد ﷺ کے ارشادات میں جا بجا غیر مسلموں سے حسن سلوک اور اعلیٰ درجے کی رواداری کا حکم ہے۔ صلح حدیبیہ، بیثاق مدینہ اور فتح مکہ پر غیر مسلموں کے ساتھ رواداری، حسن سلوک اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کے مظاہرے کی بنیاد پر قائم شدہ بہترین سیاسی، معاشرتی اور معاشی تعلقات کو تاریخ انسانیت میں نمایاں مقام حاصل ہے، اس انسانیت نواز روایت کو آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین اور بعد کے خلفاء نے بھی فروغ دیا۔

عباسی عہد چونکہ اسلامی تہذیب و تمدن کے عروج کا دور ہے، اس میں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، کوفہ، بصرہ، بغداد، قاہرہ، سرقدار بخارا وغیرہ شہر اسلامی تہذیب و تمدن کا گھوارہ رہے۔ عباسی حکومت کے زیر حکمرانی مسلمانوں کے علاوہ عیسائی، یہودی، مجوہی، صائمی، ہندو، بدھ، اور جیں مذہب کے پیروکار آباد تھے، ان تمام مذاہب کے تبعین کو ہر قسم کے شہری، شخصی، اجتماعی اور مذہبی حقوق حاصل تھے، اس تکثیری معاشرے میں انہیں اہم سرکاری عہدوں پر فائز ہونے اور اپنے مذہب پر چلنے کی مکمل آزادی تھی۔ انہیں اپنے مقدمات کے فیصلے اپنے مذہب کے مطابق کرنے کا حق بھی حاصل تھا گویا کہ ان شہروں میں آبادی کی کثرت کے باوجود بلا امتیاز رنگ و نسل اور مذہب و عقیدہ تمام لوگوں کے حقوق محفوظ تھے۔

غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کے مظاہرے کے ساتھ ان کی سیاسی، سماجی اور معاشی ترقی میں عباسی حکمرانوں کا کردار نمایاں رہا ہے۔ چنانچہ خلیفہ ابو جعفر منصور کے عہد میں غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت کے لیے ایک مستقل محلہ کا ذکر ملتا ہے جس کے افسر کو ”مکاتب الجہباز“ کہا جاتا

ہے۔ غیر مسلموں کے حقوق کے تعلق سے قاضی ابو یوسف اپنی کتاب ”کتاب الخراج“، میں خلیفہ ہارون رشید کو نصیحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں<sup>58</sup>۔

وقد ینبغی یا امیر المؤمنین - ایڈک اللہ - أَن تتقى الرفق بِأَهْل ذمَّةٍ نَبِيًّكَ وَابْنَ عَمِّكَ مُحَمَّدَ ﷺ وَالتَّفَقَد لَهُمْ حَتَّى لا يظلمُوا أَوْ لا يُؤذَنُوا وَلَا يَكْفُوا فَوْقَ طاقَتِهِمْ، وَلَا يُؤْخَذُ شَيْءٌ مِّنْ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا بِحَقٍّ يَجِبُ عَلَيْهِمْ. فقد روی عن رسول الله ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ”مِنْ ظُلْمٍ مَعاهِدًا أَوْ كَلْفَهُ فَوْقَ طاقَتِهِ فَإِنَّا حَسِيجُهُ“. وَكَانَ فِيهَا تَكْلِيمٌ بِهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عِنْدَ وَفَاتَهُ: أَوْصَى الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي بِذِمَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُوفِي لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يَقْاتِلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَلَا يَكْفُوا فَوْقَ طاقَتِهِمْ.<sup>59</sup>

ترجمہ: امیر المؤمنین! اللہ آپ کی مدد کرے۔ ہونا یہ چاہئے کہ آپ مہربانی کرنے میں ان لوگوں کی طرف پیش قدی فرمائیں۔ جن کی ذمہ داری آپ کے پیغمبر اور آپ کے چچا کے بیٹے محمد رسول اللہ ﷺ نے لی ہے، آپ کو ان کی خبر گیری میں سرگرمی دکھانا چاہیے تاکہ وہ ظلم سے محفوظ رہیں اور کوئی ان کو دکھنے کے لئے اور ان پر برداشت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے اور ان کے مال سے واجبات سے زیادہ کچھ بھی وصول نہیں کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی معاهد پر ظلم کرے گا۔ یا برداشت سے زیادہ ان پر بوجھ ڈالے گا، قیامت کے دن میں اس کے خلاف (اس معاهد کی جانب سے) وکالت کروں گا۔ (قاضی ابو یوسف نے حضرت عمرؓ کی وصیت کا ذکر کرتے ہوئے ہارون رشید کو نصیحت کی کہ) حضرت عمرؓ نے اپنی وفات سے قبل اپنے بعد آنے والے خلفاء کو وصیت کی کہ رسول خدا ﷺ نے اپنے ذمی رعایا کے ساتھ جو معاہدہ کیا ہے اسے پورا کیا جائے اور ان کا دفاع کیا جائے اور ان پر ان کی برداشت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔

اس وصیت سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ ابتدائے اسلام ہی سے اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کے حقوق کی پاسداری پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی اور عباسی خلفاء نے ان کے ساتھ معاشرت و معاملات میں مزید وسعت پیدا کی اور اسے قانونی شکل دے کر اس کے نفاذ کو یقینی بنایا اور ساتھ ہی اپنے اعلیٰ اخلاقی اقدار کو عام کرنے کی غرض سے انہیں سماجی طور پر مناسب مقام عطا کیا۔ حکومتی و رفاقتی امور کی قیادت ان کے سپرد کی تاکہ عالم انسانیت کو ان کی نفع بخش صلاحیتوں سے بھی فائدہ ملے۔ تیجتاً غیر مسلم علماء و فضلاء اور ماہرین فن

<sup>58</sup> ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن، مسلمانوں کا نظم مملکت، (مترجم، مولوی علیم اللہ صدیقی) دارالاشراعت کراچی۔ ۱۹۷۵ء ص ۲۳۲

<sup>59</sup> قاضی ابو یوسف، کتاب الخراج، دارالمعروف للطباعة والنشر، بیروت، ۱۹۷۹ء، ص ۳۲۱۔ ۵۲۱

نے اپنی قابل قدر خدمات کے ذریعے اپنا نمایاں مقام حاصل کر لیا۔ ذیل کے سطور میں عباسی دور حکومت میں غیر مسلم رعایا کے سیاسی، سماجی اور مذہبی حقوق اور عباسی خلفا کی اہل علم و فن کی قدردانی اور غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔

تاریخی حقائق اس بات پر شاہد ہیں کہ غیر مسلموں کی مذہبی آزادی کے تعلق سے مسلم حکمران بہت ہی روادار اور فراخ دل تھے، سید امیر علی نے مامون رشید کے پارے میں لکھا ہے کہ مامون نے باقاعدہ ایک کو نسل آف اسٹیٹ (مجلس مشاورت) قائم کی تھی۔ جس میں حکومت کے مختلف اقوام مسلمان، یہودی، عیسائی، صائمی، زرتشتی بطور ارکان شامل تھے۔ جس کی وجہ سے عباسی خلفا کے دور میں غیر مسلموں کو ہمیشہ مذہبی آزادی حاصل رہی۔ اس میں اگر کبھی کوئی تبدیلی ہوئی تو اس کا سبب مقامی گورنرزوں کا طرز عمل رہا۔<sup>60</sup> مجلس مشاورت یا کو نسل آف اسٹیٹ نے غیر مسلموں کے حقوق کی پاسداری میں اہم روول ادا کیا اور اسلامی نقطہ نظر سے غیر مسلموں کے حقوق کی ترجمانی کی اور اسے عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرتے ہوئے اس کی وکالت کرتے رہے جس کے نتیجے میں اس دور میں غیر مسلموں کو ہر طرح کی آزادی میسر ہوئی بلکہ علامہ شبی نعمانی کے مطابق اس طرح کی آزادی جدید دور میں بھی کسی مہذب گورنمنٹ نے کسی دوسری قوم کو نہیں دی، چنانچہ علامہ شبی نعمانی لکھتے ہیں:

مامون کے عہد میں دوسری قوموں کو جو حقوق حاصل تھے، مہذب سے مہذب گورنمنٹ میں بھی اس سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ یہود، مجوس، عیسائی، لامہ ہب اس کی وسیع حکومت میں نہیات آزادی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ خاص دارالخلافہ بغداد میں بہت سے گرجے اور چرچ نے تعمیر ہوئے موجود تھے۔ جن میں رات دن ناقوس کی صدائیں گونجتی رہتی تھیں۔ دربار میں ہر مذہب و ملت کے علماء و فضلاء حاضر رہتے تھے اور مامون ان کے ساتھ نہایت عزت و توقیر سے پیش آتا تھا۔

61

علامہ شبی کی تائید مستشرق محقق پروفیسر ٹی، ڈبلیو، آرنلڈ کی عبارت سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ عباسی عہد کے مجوسی کی آبادی اور ان کی عبادت گاہوں کے پارے میں لکھتے ہیں:

<sup>60</sup> سید امیر علی ہندستان اسلام، آزاد بک ڈپو، امر ترس ص ۱۵۸

<sup>61</sup> علامہ شبی نعمانی، المامون، دارالتصنیف شبلی اکیڈمی، عظیم گڑھ، ۱۹۹۲ء ص ۱۵۸

دسویں صدی عیسیوی میں یعنی اسلامی فتح کے تین سو سال بعد تک عراق، فارس، کرمان، سجستان، خراسان، جبال، آذربائیجان اور اران، غرض کہ ایران کے تقریباً ہر صوبے میں آتش کدے پائے جاتے تھے۔ فارس کے صوبے میں مشکل ہی سے کوئی ایسا شہر یا ضلع ہو گا جس میں جوسی اور ان کے آتش کدہ موجود نہ ہو۔ شہرستانی نے بھی، جس کا زمانہ تحریر بار ہو یہ صدی عیسیوی ہے، لکھا ہے کہ بغداد کے قرب و جوار میں اسفینیا کے مقام پر ایک آتش کدہ موجود تھا۔<sup>62</sup>

مامون رشید کے دور حکومت میں غیر مسلم عبادت گاہوں کا نزد کرہ کرتے ہوئے سید امیر علی نے لکھا ہے کہ ان کے دور میں آتش کدوں اور ہیلکلوں کے علاوہ صرف کلیساوں کی تعداد گیارہ ہزار تھی۔<sup>63</sup>

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عباسی حکومت کے زیر سایہ مجوسي اور عيسائي اقوام کی ایک بڑی تعداد زندگی بسر کرتی تھی اور اسلامی رواداری کا یہ عالم تھا کہ آتش کدوں میں کھلے طور پر پرستش ہوتی تھی۔ تمام ادیان و مذاہب اپنی تبلیغ و اشاعت میں آزاد تھے۔ ہندوستان کے حکماء و فلاسفہ اور اطباء اعلانیہ اپنے مذاہب کا پروپیگنڈہ کرتے تھے۔<sup>64</sup> اس دور میں بامیان اور ملتان کے قدیم اور مشہور بستاخانوں کے علاوہ دوسرے علاقوں کے بت خانے اپنے پنجاریوں سے آبادرہا کرتے تھے۔ ان کے مذہبی رسوم میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہوتی تھی بلکہ عباسی خلفاء اپنی وسعت ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے غیر مسلموں کے تہواروں میں خود شامل ہوتے اور خوشی کے موقع پر تھے اور انعام و اکرام سے بھی نوازتے جس کی وجہ سے تکشیری سماج میں مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم تھے۔ ممتاز مصری مؤرخ حسن ابراہیم حسن اس پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کسری خاندان کے شہنشاہ اور عباسی خلافاً سال کے شروع میں جشن و شوکت سے نوروز کا جشن منعقد کرتے تھے، اسی شان و شوکت سے سال کے اخیر میں مهرجان کا جشن منعقد کرتے تھے۔ مهرجان کو روز مہر بھی کہتے تھے، جس کے معنی ہیں ”روح کی محبت“۔ ایرانی اس دن کو اپنی سب سے بڑی عید خیال کرتے تھے۔<sup>65</sup>

<sup>62</sup> پروفیسر ڈبليو، آرنلڈ، دعوت اسلام (مترجم، ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ) ص ۲۱۲، مکملہ او قاف، حکومت پنجاب، لاہور

<sup>63</sup> سید امیر علی ہدت اخ اسلام، آزاد بک ڈپو، امر ترس ص ۱۵۸

<sup>64</sup> قاضی اطہر مبد کپوری، خلافت عباسیہ اور ہندوستان، ندوۃ المصنفین، دہلی، ۱۹۸۲ء ص ۲۸۹

<sup>65</sup> ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن، مسلمانوں کی سیاسی تاریخ (مترجم، علیم اللہ صدیقی) مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۵۹ء جلد دوم،

ان دونوں تہواروں کے انعقاد میں عباسی خلفا کی دلچسپی اور اس کے لیے خصوصی مذہبی مراعات اور ان میں شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ شرکت، بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ چنانچہ عباسی دائرہ حکومت میں غیر مسلموں کے بہت سے عبادات خانے آبادر ہے اور مذہبی رسوم نہایت ہی تزک و احتشام سے منعقد ہوتے رہے۔ مؤرخ حسن ابراہیم حسن نے ان عبادات خانوں میں خصوصیت کے ساتھ دو عبادات خانوں کو ذکر کیا ہے جن میں ایک گرجانہر دجاج پر واقع ”دیر بغدادی“ ہے جو نصرانیوں کی جا گیر تھی اور دوسرا گرجا ”دیر عذاری“ ہے جس سے محقق باغات میں بے شمار درخت تھے۔ ان باغات کو سیاحتی مقام کا درجہ حاصل تھا اور لوگ وہاں تفریح اور آب و ہوا کی تبدیلی کی غرض سے جاتے تھے۔

مذہبی اغراض کے لیے قائم شدہ عبادات خانوں اور خانقاہوں کے لیے خصوصی مراعات کا ذکر کرتے ہوئے رئیس احمد جعفری نے خلیفہ ہارون الرشید کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ شکار کی غرض سے ایک ایسے علاقے میں پہنچ گیا، جہاں ایک عیسائی راہب کی خانقاہ تھی۔ راہب کی دعوت پر وہ خانقاہ میں گیا، وہاں کھانا کھایا اور وہاں کے انتظام و انصرام سے اتنا خوش ہوا کہ تمام دن خانقاہ میں ٹھہر ارہا اور راہب کی مہماں نوازی و فیاضی سے متاثر ہو کر اسے ایک ہزار دینار بطور انعام دیا اور اس کی خانقاہ کے متعلق جو مزروعہ زمینیں یا باغات تھے ان کا کل محصول اور لگان سات سال کے لئے معاف کر دیا۔<sup>66</sup>

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خلفاء عباسیہ کے دور میں غیر مسلموں کو کامل مذہبی آزادی حاصل تھی۔ مشترکہ معاشرت اور معاشرت کا تقاضا بھی تھا کہ مسلمانوں، یہودیوں اور نصرانیوں میں باہمی میل جوں اور خوش گوار تعلقات قائم رہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ رواداری کا سلوک کریں۔ عباسی خلفاء نے ان باتوں کا پورا الحاظ رکھا اور ذمیوں کے مذہبی معاملات میں کوئی بے جامد اختلت نہ کی۔ بعض خلفاء نے ان ذمیوں سے غیر معمولی رواداری اور یگانگت کا سلوک کیا تھا، وہ ان کے جلوس میں شرکت کرتے تھے، ان کی عیدوں میں شریک ہوتے تھے اور ان کے معاشرتی، مذہبی اور سیاسی حقوق کے تحفظ کے لئے خاص طور پر احکامات صادر کرتے تھے۔<sup>67</sup>

غیر مسلموں کے ان حقوق میں جائیدادوں کا تحفظ بہت ہی اہم ہے کیونکہ ایک مثالی کثیر المذاہب معاشرے کے لیے ضروری ہے کہ انہیں اپنی جائیداد پر کامل قبضہ اور اسے خرید و فروخت اور آنے والی نسلوں کو منتقل کرنے کا مکمل اختیار ہو۔ عہد عباسی میں اس کا بھرپور خیال رکھا جاتا تھا اور اگر کسی سرکاری یا نجی ضرورت کے لیے اس جائیداد کی ضرورت پیش آتی تو خلافاً باہمی رضامندی سے یہ سودا طے کرتے اور کسی قسم کی زور زبردستی کا ذکر تاریخ کی کتابوں میں نہیں ملتا۔ مصری مؤرخ حسن ابراہیم حسن نے آٹھویں عباسی خلیفہ مقتصم باللہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اس نے اپنے دارالحکومت کے لئے نئے شہر سامرہ کی تعمیر کے لئے عیسائیوں سے ان کی زمین اور باغ باقاعدہ قیمت دے کر خریدا جس کے لیے اس نے اپنے وزیر احمد بن خالد کو مامور کیا تھا۔ احمد بن خالد نے عیسائیوں کا ایک گرجا اور گرجا کے قریب کا ایک باغ پانچ پانچ ہزار دینار میں خریدا۔ اس کے علاوہ بعض دوسری زمینیں اور آس پاس کے کچھ مکانات بھی خریدے اور مقتصم باللہ کو اس خرید و فروخت کی اطلاع دی۔<sup>68</sup>

غیر مسلموں کے حقوق کی پاسداری اور ان کے ساتھ دوستانہ اور برادرانہ تعلقات عباسی حکمرانوں کا طریقہ انتیاز تھا اور یہ تعلقات صرف معاشرتی یا رفاقتی و اخلاقی حد تک ہی محدود نہیں تھے بلکہ عباسی خلافاً غیر مسلموں کے علم و ہنر اور صلاحیت و قابلیت سے بھرپور استفادہ بھی کرتے تھے اور حسب لیاقت انہیں معاشی، معاشرتی، سیاسی، فوجی، تعلیمی اور انتظامی امور کی ذمہ داریاں بھی سونپتے تھے اور انہیں اعلیٰ مناصب پر فائز کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔

عباسی حکومت میں غیر مسلموں کو ہر قسم کے ملکی اور شہری حقوق حاصل تھے، نہ صرف ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی جاتی تھی بلکہ ان پر پورے طور سے اعتماد کیا جاتا تھا حتیٰ کہ انہیں اسلامی فوج میں بھی جگہ دی جاتی تھی۔ یہ سچ ہے کہ کسی قوم یا جماعت کو فوج میں رکھنا ان پر انتہائی اعتماد اور اطمینان کی بات ہوتی ہے۔ گویا مسلمانوں نے ان پر بھرپور اعتماد کیا۔ ذمیوں کو فوجی ملازمت میں رکھا اور ان کی صلاحیتوں سے بھر استفادہ کیا۔ بغیر کسی رنگ و نسل اور مذہبی تفریق کے انہیں حسب لیاقت منصب پر فائز کیا۔ قاضی اطہر

مبارک پوری نے غیر مسلموں کے تعلق سے عباسی حکمرانوں کی فرائدی اور عدم تعصب کے مظاہرے کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہارون رشید کے زمانے میں خراسان کی ایک مهم کے تعلق سے فضل بن یحییٰ نے ”عباسیہ“ کے نام سے اہل عجم کی ایک فوج تیار کی جس میں تقریباً پانچ لاکھ سپاہی تھے جن میں عجم کے دیگر ممالک کی طرح ہندوستان کے سپاہی بھی تھے۔ اس فوجی گروپ میں سے بیس ہزار فوجیوں پر مشتمل ایک دستہ بغداد روانہ کیا گیا جسے کرمیہ کے نام سے موسم کیا گیا۔ ان دونوں فوجی جماعتوں میں ہندوستانی فوجی اپنی بہادری اور جوانمردی کی وجہ سے کافی شہرت پا چکے تھے۔<sup>69</sup>

مسلم فوج میں غیر مسلموں کی شرکت صرف عام سپاہیوں اور جنگجوؤں کی حد تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ انہیں اعلیٰ عہدوں پر بھی فائز کیا جاتا تھا اور فوج کی قیادت بھی ان کے سپرد کی جاتی تھی۔ شاہ معین الدین احمد ندوی نے دوسری صدی میں غیر مسلموں کو فوجی قائد بنائے جانے کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا ہے۔

بغداد اور اندرس میں بہت سے نصاریٰ کو اسلامی فوج کی قیادت سپرد کی گئی۔ اس پر علی بن عیسیٰ نے عباسی وزیر حسن بن فرات پر اعتراض کیا اور کہا تم کو ایک نصرانی کو مسلمان فوجوں کی قیادت سپرد کرنے میں خدا کا خوف نہیں کیونکہ ان کے ہاتھوں کو دین کے انصار اور ملک کے محافظتک بوسہ دیتے ہیں۔ ابن فرات نے جواب دیا کہ میں نے اس کی ابتداء اور نئی بات نہیں کی۔ مجھ سے پہلے مستنصر باللہ اپنے نصرانی کاتب اسرائیل کو اور معتضد باللہ امیر بدرا کے عیسائی کاتب مالک بن ولید کو فوج کا قائد بنانچکا ہے۔ علی بن عیسیٰ نے کہا: انہوں نے بھی صحیح نہیں کیا تھا۔ ابن فرات نے جواب دیا: گواہوں نے تمہارے نزدیک غلطی کی ہو لیکن میرے لئے ان دونوں کی مثال کافی ہے۔<sup>70</sup>

اسی طرح معتمد کے عہد خلافت (۸۷۸ء تا ۸۹۲ء) میں اس کے بھائی الموفق (جو امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا مالک تھا) نے اپنی فوج کا بندوبست اسرائیل نام کے ایک عیسائی کے سپرد کر رکھا تھا۔ ان کے بعد خلیفہ مقتدر (۹۰۸ء تا ۹۳۲ء) نے بھی اپنے دور میں بھی فوج کا دفتر (محلہ) ایک عیسائی کی تحولیل میں دے رکھا تھا۔<sup>71</sup> گویا مسلم حکمرانوں اور امرا کا مسلم فوج کی قیادت غیر مسلموں کے سپرد کرنا اس بات کی شہادت ہے کہ اپنے

<sup>69</sup> قاضی اطہر مبارک پوری، خلافت عباسیہ اور ہندوستان، ندوۃ المصنفین، دہلی، ۱۹۸۲ء ص ۲۸۸

<sup>70</sup> شاہ معین الدین احمد ندوی، اسلام اور عربی تہذیب، دلار المصنفین، شبلی اکیڈمی، عظم گڑھ، یونی۔ ۲۰۱۰ء ص ۲۱۵

<sup>71</sup> پروفیسر ڈیبلیو، آرنلڈ، دعوت اسلام (مترجم، ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ)، محلہ او قاف، حکومت پنجاب، لاہور ص ۶۷۔ ۶۸

قدرشناسوں کے ساتھ ان کے تعلقات نہایت ہی مخلصانہ تھے۔

عباسی خلفا کے دور میں فوجی امور کے علاوہ دیگر نظام و نسق کے تمام بڑے بڑے عہدوں کے دروازے بھی مسلمانوں کے ساتھ یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں پر کھلے ہوئے تھے<sup>72</sup>، جس کا اندازہ مشہور مستشرق پروفیسر فلپ۔ کے۔ حتی Hitti کی اس تحریر سے لگایا جاسکتا ہے:

خلفا کی سرپرستی میں نصرانیوں کے ساتھ بہت زیادہ رواہاری برقراری جاتی تھی۔ حدیہ کہ نویں صدی کے نصف آخر میں بعض نصرانی وزارت جیسے بڑے منصب پر فائز کئے گئے تھے۔ ایسے نصرانی اعلیٰ عہدوں کا ویسا ہی ادب کیا جاتا جیسا کہ عام قاعدہ تھا۔ کیوں کہ ہمیں تاریخوں میں یہ بیان بھی ملتا ہے کہ بعض مسلمانوں کو ان عہدوں کے ہاتھوں پر بوسہ دینے میں تامل تھا۔<sup>73</sup>

اسی طرح عباسی خلیفہ مقتضد (۸۹۲ء۔۹۰۲ء) نے ایک عیسائی عمر بن یوسف کو اس بنیاد پر انبار کا حاکم مقرر کیا کہ وہ اس عہدہ کے قابل تھا اور اس نے اس تقری کے تعلق سے کہا کہ اگر کوئی عیسائی کسی عہدے کے قابل اور لا اُنْقَلِ مل جائے تو اسے بھی مامور کیا جاسکتا ہے۔ خلیفہ مقتضد کے عہد میں دارالخلافت اور صوبوں میں کئی یہودیوں کو حکومت کے ذمہ دار عہدوں پر فائز کیا گیا تھا۔<sup>74</sup>

عباسی عہد میں مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز کئے بغیر تعلیم کی فراہمی پر توجہ دی گئی تھی۔ مختلف مذاہب کے علماء اور ماہرین علم و فن کو اپنے تعلیمی اداروں کی ذمہ داری تک سونپ دی گئی تھی۔ علامہ شبیلی نعمانی کے مطابق خراسان میں مامون کے ذریعے بنائے گئے کالج کا پرنسپل یسوع نانی عیسائی کو مقرر کیا گیا تھا۔<sup>75</sup> دوسرے عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے جندیساپور کی طبی درس گاہ کے پرنسپل جرجیس کو بغداد طلب کیا اور یہ پہلا عیسائی طبیب ہے جو عباسی دربار میں بلا یا گیا اور شاہی طبیب بنایا گیا۔ نوبخت اور اس کا پیٹا ابو سہل جو آتش پرست تھا، شاہی مخجم کے عہدے پر فائز تھا، خلیفہ مہدی کے دربار میں ایک عیسائی مخجم توفیل بن توما تھا، خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں جبرائیل نامی ایک عیسائی مشہور طبیب تھا۔ جبرائیل کو ہارون رشید

<sup>72</sup> سید امیر علی، تاریخ اسلام، ص ۲۸۸، آزاد بک ڈپو، امر تسر

<sup>73</sup> پروفیسر فلپ۔ کے۔ حتی، عرب اور اسلام (مترجم، پروفیسر سید مبارز الدین رفت) ندوۃ المصنفین، دہلی، ۱۹۵۹ء ص ۱۳۲

<sup>74</sup> پروفیسر فلپ، کے، حتی، تاریخ ملت عربی (مترجم: سید ہاشمی فرید آبادی) بک سینٹر ڈگر روڈ، علی گڑھ۔ ۱۹۷۲ء ص ۳۸۸

<sup>75</sup> علامہ شبیلی نعمانی، المامون، دار المصنفین شبیلی اکیڈمی، عظم گڑھ، ۱۹۹۲ء ص ۱۵۸

نے کثیر جاگیروں اور صلووں کے ساتھ ہی یہ عزت بھی دی تھی کہ دربار میں جو شخص کوئی حاجت پیش کرنا چاہتا۔ اس کو پہلے جبریل کی خدمت میں حاضر ہونا پڑتا تھا۔ اس کا پیٹا بختمی شواع قدرو منزلت کے اس پاپیہ تک پہنچا کہ لباس و آرائش میں خلیفہ متوكل علی اللہ کا ہمسر شمار کیا جاتا تھا۔<sup>76</sup> ہارون رشید نے یو حنا کو علم طب اور دیگر فنون کی قدیم کتابوں کا عربی ترجمہ کرنے پر مامور کیا تھا۔ منکہ ہندی کویجی برکی نے ہارون کے علاج کے لئے بغداد بلا�ا تھا۔ مامون رشید کا مصاحب خاص یو حنا عیسائی تھا جسے مامون نے طب اور فلسفہ کی کتابوں کے ترجمہ پر مامور کیا تھا۔ مامون نے ایک عیسائی عالم حنین ابن اسحاق کو تمام مترجموں کا فسر مقرر کیا تھا۔ معتصم باللہ کا طبیب خاص سلمویہ بن بتان بھی ایک نصرانی تھا جسے خلیفہ کے دربار میں وقار و احترام حاصل تھا۔ خلیفہ معتصم باللہ حکیم سلمویہ کی بیماری میں خود عیادت کو جاتا تھا۔

اس کے علاوہ عیسایوں نے ریاضی اور ہیئت کے میدان میں بہت ترقی کی تھی۔ اس لئے محکمہ تعمیرات میں بھی انہوں نے اہم مقام حاصل کیا۔ عباویوں نے تعمیرات کے میدان میں غیر مسلم ماہرین تعمیرات کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا۔ صرف بغداد میں ہی تقریباً پچاس ہزار صنائع تھے۔ ان میں عیسائی معماروں کی کثرت تھی اور عیسائی محلے آباد تھے۔

ان واقعات سے عباسی حکمرانوں کی اعلیٰ ظرفی کے ثبوت کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلموں نے ہر مقام پر اپنے فرائض و خدمات انجام دینے میں کسی کوتا، ہی سے کام نہیں لیا جس کی وجہ سے ان کے ساتھ عباسی حکمرانوں کے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اچھے تعلقات اور مراسم قائم تھے اور ان پر اطمینان بخش اعتماد بھی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ علمی اور تربیتی اور انتظامی ادارے کے سربراہان میں بھی متعدد غیر مسلم علماء، اطباء، معماران اور ماہرین فن نظر آتے ہیں۔

Abbasی حکومت میں غیر مسلموں کے حقوق کے تعلق سے ایک نہیلت ہی اہم دستاویز ڈاکٹر منگنارپ و فیسر علوم شرقیہ مانچسٹر یونیورسٹی نے دریافت کی۔ ڈاکٹر موصوف نے اس دستاویز کو اکتوبر ۱۹۲۵ء میں شائع کیا۔ اس دستاویز کی حقیقت ایک بیشاق کی ہے، جسے ”بیشاق مقتقی“ کہا جاتا ہے، اور جسے عباسی خلیفہ المقتقی لامر اللہ بن المستنصر (۱۱۳۶ء تا ۱۱۶۰ء) نے

عیسائی رعایا کے اسقف اعظم عبدیشوعنا شکل کو دیا تھا۔ ڈاکٹر منگالا کے مطابق ”یثاق مقتني“، مسلم حکمرانوں کے غیر مسلم رعایا کے ساتھ کیے گئے معاہدے کی ترقی یافتہ شکل ہے جس کی شروعات نبی پاک ﷺ کے مکتب سے ہوتی ہے جوہر قل روم اور کسرائے عجم و فرمادی روانے مصر کو بھیجے گئے یہ معاہدے مختلف دور میں مسلم حکمرانوں کے ذریعے عروج و ارتقا کی منزلیں طے کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ”یثاق مقتني“، کی شکل میں ظاہر ہوئے۔ اس میں غیر مسلم رعایا کے ساتھ نہیں تھا، ہی اعلیٰ وارفع سلوک پر زور دیا گیا ہے، جو تدینجی طور پر اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ اسلام اور مقتدریان اسلام نے اپنے برابر والوں یا ما تحقق کے ساتھ ہمیشہ رواداری، عدل و انصاف کی تلقین کی ہے جس پر چند مستثنیات سے قطع نظر ہمیشہ عمل ہوتا ہے۔

یثاق مقتني بارہویں صدی میں تحریر کی گئی ہے جس میں خلیفہ مقتني نے اپنی عیسائی رعایا کے ساتھ ہر طرح کی مraudات اور رواداری کا وعدہ کیا ہے۔ اس یثاق کے اہم نکات حسب ذیل ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَرْمَانَ مَعْلُوًّا عَلَىٰ حَضْرَتِ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ خَلِيفَةِ الرَّسُولِ خَلِيفَةِ مَقْتَنِيٍّ بْنِ مَسْتَظْهَرٍ كَيْ طَرْفَ سے عَبْدِ يَثْوَعِ اسْقَفِ نَسْطُورِيِّ كَيْ نَامَ:

الحمد للہ کہ اس ذات واحد نے حضرت خلیفۃ الرسول کو امیر المؤمنین بنے کی توفیق عطا فرمائی اور اسے وہ رتبہ بخششاجو اسے انسانوں میں بلند کرتا ہے اور جس کے رب سے دشمن خوف کھاتے ہیں۔ جس نے زیور عدل کو جلا دی اور امن اور ترقی کے راستوں کو کھولا۔ مسلمانوں اور ذمیوں کی حفاظت اس کا مخصوص فرض ہے۔ کیونکہ یہ رسول اللہ کا فرمان ہے۔ اے اسقف! امیر المؤمنین نے تیری التجا کو سننا اور اسے قبول فرمایا اور حکم دیا کہ پیر و ان مسح ناصری اپنے او قاف، اپنے کلیسا اور رسومات مذہبی کی تنظیم کے لئے اپنے میں سے کسی کو منتخب کر لیں۔ اجازت ہے اور یہ حکم سابقہ احکام کی تصدیق اور تجدید کرتا ہے اور جملہ ممالک خلافت اسلامیہ میں عیسائی مذہب کو امان دیتا ہے۔ نیز تمام یونانیوں، جیکو با نیس اور ملیشیوں کو اسقف نسطوری کی پناہ میں دیتا ہے، نیز اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ ذمیوں کے واجبات صرف بالغ مردوں سے وصول کئے جائیں گے اور دیگر تمام اصناف اس سے مستثنی رہیں گے۔ اس یثاق کا یہ بھی وعدہ ہے کہ حصول انصاف میں ذمیوں یاد گیر غیر مسلموں کے ساتھ خالص انصاف ہو گا۔ جیسا کہ ہمیشہ ہوتا آیا ہے۔

امیر المؤمنین موقع ہیں کہ راہبان، اسقفاں و پیر و ان ناصری، خلافت اسلامیہ کے عقیدت شعار رہیں گے اور اپنے خدا سے اس کی بہبودی کے لئے دست بدعا ہوں گے۔

ڈاکٹر منگانا کا بیان ہے کہ اس پیشاق پر بلا کم و کاست عمل ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ آج بھی نسطوری فرقہ تیرہ سو سال تک اسلامی حکومت کے ماتحت رہنے کے باوجود نہایت آزادی سے اپنے مشاغل میں مصروف ہے اور کسی مسلمان صاحب اختیار نے ان کے حقوق کو پامال نہیں کیا۔<sup>77</sup> خلفائے بنی عباس کی پابندی عہدو رواداری و پاسداری حقوق کی صدائیں مثالیں تاریخی واقعات اور حقائق کی شکل میں کتب تواریخ میں درج ہیں جو اسلامی حکومتوں میں غیر مسلموں کے ساتھ عزت و وقار اور حسن سلوک کے معاملات کو ظاہر کرتی ہیں۔ عصر حاضر میں عباسی دور میں قائم ہونے والے مسلم، غیر مسلم تعلقات کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کرنے اور اس کے نتائج سے سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

## مطبوعات دارا لمسنفین

# قرآنیات

## ارض القرآن حصہ اول و دوم

### از مولانا سید سلیمان ندوی

عرب کا قدیم جغرافیہ عاد، ثمود، سبا، اصحاب الائکہ، اصحاب الجر، اصحاب الفیل کی تاریخ اس طرح لکھی گئی ہے جس سے قرآن مجید کے بیان کردہ واقعات کی یونانی، رومی، اسرائیلی لڑپچر اور موجودہ آثار قدیمہ کی تحقیقات سے تائید و تصدیق ثابت کی ہے۔ حصہ دوم یہ قرآن مجید کے اندر جن قوموں کا ذکر ہے ان میں سے مدین، اصحاب الائکہ، قوم ایوب، بنو اسماعیل، اصحاب الرس، اصحاب الجر، بنو قیدار، انصار اور قریش کی تاریخ اور عرب کی تجدیت، زبان اور مذہب پر تفصیلی مباحث۔

صفحات ۱۵۵/ قیمت ۵۷ روپے

<sup>77</sup> جو والہ ملک عبدالقیوم باریٹ لا، سابق مدیر مسلم اسٹنڈرڈ، لندن، ماہنامہ دین دنیاہ بلی، مارچ ۱۹۵۳ء ص ۲۸۔